

جڑ میں کاٹنا یہ یہود و نصاریٰ کی پرانی عادت رہی ہے۔ اب بھی یہی کیا جا رہا ہے کہ وحدتِ ادیان کا خوشنما نعرہ لگا کر دراصل اسلام کو کمزور اور ختم کرنا مقصود ہے۔

اللہ رب العزت نے اہل اسلام کو طاعت کی ایسی چالوں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا: **وَدُّوا أَنْ تُكْفَرُوا لَعَلَّكُمْ تُكْفِرُونَ** (سورہ بقرہ ۱۷) وہ دل سے چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کا ارتکاب کرو جیسے انہوں نے کفر کیا تاکہ تم سب برابر ہو جاؤ (اب اس آیت کو ہمہ کی روشنی میں "وحدتِ ادیان" کے اس نعرہ اور دعوت پر غور کیجئے کہ کیا ان کی یہی سازش نہیں کہ وہ اہل اسلام کو بھی اپنے ساتھ سلا کر اپنے جیسا کر لیں اور سب کو برابر درجہ حاصل ہو جائے۔ اب اس دعوت کے نتیجہ میں سب مسلمان تو ہوں گے نہیں۔ ہاں البتہ جو انہیں حق پر اور سچے مذہب پر قائم ملنے کا وہ انہی جیسا (کافر) ہو جائے گا اور یہی اس کی پال ہے۔

اس دعوت کا مقصد شہادتوں کا زیاں اور جہاد کی نفی ہے:

اس دعوت گناہ کا مقصد اسلام اور کفر کے مابین قائم فرق و امتیاز کو ختم کرنا ہے اور معروف و منکر کا فرق مٹانا ہے اس طرح مسلم و کافر کے مابین قائم ایک اڑ اور حد کو ختم کرنا ہے چنانچہ اس کے نتیجہ میں جہاد اور اللہ کے دین حق کی سر بلندی کی خاطر پیش کی جانے والی شہادتوں کا خاتمہ مطلوب ہے اور اللہ کی سر زمین میں اللہ کا نام بلند کرنے والوں کو ایک مکروہ حیلہ کے ذریعہ جہاد سے روکنا اور منع کرنا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر دور کے لئے اور قیامت تک کے لئے اہل اسلام کو یہ ہے کہ: **قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن**

یہ دھم ساغروت (۱۶) جنگ کروان سے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور اس چیز کو حرام نہیں سمجھتے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور دین حق کو قبول نہیں کرتے وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں کتاب دی گئی (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں ذلیل و خوار ہو کر۔

اب بتائیے بھلا شراب نوش اور خنزیر خور، زانی و لوطی لوگوں کے ساتھ "وحدت ادیان" کے کسی معاہدہ میں معاملہ میں شریک ہوا جاسکتا ہے؟ وہ جن کے نزدیک ہم جنس پرستی سمیت ہر وہ کام جائز ہو جسے عوام اور پارلیمنٹ جائز اور حلال قرار دے دیں اگرچہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہو ایسے لوگوں کے ساتھ "وحدت ادیان" کی پیٹنگیں بڑھانا سر کفر و ارتداد ہے۔ انہیں تو نیچا دکھانے زیر دست رکھنے اور ان سے جنگ کرتے رہنے کا حکم ہے نہ کہ ان کی دعوت و وحدت ادیان پر لبیک کہنے اور ان سے دوستی گانٹھنے کا۔

ارشاد باری ایسے مشرکوں کے بارے میں یوں ہے۔ **وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** (۱۷) (جنگ کرو مکاشروں سے جیسے وہ جنگ کرتے ہیں تم سب سے اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے)۔

اس دعوت پر لبیک کہنا ارتداد ہے!

"وحدت ادیان" کی دعوت اگر کوئی مسلمان پیش کرے یا اس پر فریب نعرہ کا پروپیگنڈہ اور اس مقصد کے لئے کام کرے تو وہ مرتد شمار ہوگا اور اسلام سے اس کا تعلق ختم تصور ہوگا کیونکہ یہ دعوت اسلام کے بنیادی اعتقادی اصولوں سے متصادم ہے۔ ایسی دعوت کا داعی گویا اللہ کے ساتھ کفر کرنے کی دعوت دے رہا ہے اور قرآن کی حقانیت کو باطل کر رہا ہے اسی طرح وہ قرآن کے اس حکم کے خلاف کام کر رہا ہے جس میں سابقہ ادیان و مذاہب اور کتب کو منسوخ قرار دیا گیا۔ چنانچہ یہ ایک قابل مذمت

اقدام ہوگا اور ایسا اقدام کرنے والا دل شرمیہ، قرآن و سنت اور اجماع کے بموجب مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

قابل غور امور:

مذکورہ بالا آٹھ ضروری باتوں کی روشنی میں اہل اسلام کو درج ذیل امور پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

● کوئی بھی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی در رسول سمجھتا ہو اسے "وحدت ادیان" کی مکروہ دعوت دینا، اس کے لئے کام کرنا اس پر پسندیدگی کا اظہار کرنا اور مسلمانوں میں اس کا پردہ پیگندہ کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اس دعوت گناہ کی خاطر کسی قسم کی کانفرنس منعقد کرنا، سیمینارز اور اجتماعات کرنا یا ان میں شریک ہونا بھی گناہ ہے۔

● کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ تورات و انجیل (بائبل) کی الگ سے طباعت کرے چہ جائے کہ وہ قرآن کریم کے ساتھ ملا کر ان کو چھاپے، شائع کرے اور ایک ہی جلد میں تینوں کو جمع کر کے ان کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ اس کی گمراہی اور دین سے دوری متصور ہوگی کیونکہ کوئی مسلمان حق اور باطل کو یکجا کرنے کی جرات و جسارت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان کتابوں کو جمع کر کے اکٹھے شائع کرنا عین حق (قرآن) اور تحریف شدہ و منسوخ شدہ حق (تورات و انجیل) کو جمع کرنا ہوگا جو کہ ناجائز اور باعث گناہ ہے۔

● کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسجد چرچ اور یہودی ٹمپل لکھے بنائے یا بنانے میں شریک ہو کیونکہ ایسا کرنا دراصل دیگر دو مذہب کو سچا جانتے ہوئے ان کی عبادت گاہ بنانے اور تعمیر کرنے میں شریک ہونا ہے۔ یہ ایک مادی فکر اور گمراہ کن اعتقاد ہے کہ

کے سوانہ کوئی دوسرا دین اصل حالت میں باقی ہے اور نہ بچا ہے بلکہ تمام ادیان و ملتیں قرآن کے آجانے کے بعد منسوخ قرار پا چکیں اور اب کسی کو بھی اپنی مرفی کا دین اختیار کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق سب کو دین اسلام دین مصطفیٰ کو قبول کرنا اور اس کو اختیار کرنا لازم ہے اور جو کوئی اس سے انحراف کرے گا وہ اللہ کا باغی ہوگا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے ۔ ومن یتبع غیرہ فلا سلام دیسا فسن یقبض ۱۸ (جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرنا چاہے تو یہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا) اسی طرح چرچوں یا یہودی عبادت گاہوں کو اللہ کا گھر کہنا بھی جائز نہیں کہ ان میں اب اللہ کے حکم کے مطابق عبادت نہیں کی جاتی بلکہ اپنی خواہش نفس کے مطابق عبادت میں کیونکہ اللہ کا آخری حکم تو یہ ہے کہ عبادت قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کی جائیں اور وہی عبادت معتبر اور عند اللہ مقبول بھی ہوں گی جو اس کے آخری حکم کے مطابق ہوں۔ اسی اصول کی روشنی میں دیکھ لیے کہ چرچ اور ٹمپل میں ہونے والی عبادت کی حیثیت کیا رہی جاتی ہے اور جب وہ عبادت، عبادت نہیں رہیں تو اس کے لئے بنائے جانے اور تعمیر کئے جانے والے عبادت خانے "بیوت اللہ" اللہ کے گھر کہلانے کے مستحق کیوں کر ہوں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ اب ان عبادت خانوں میں اللہ کی عبادت نہیں بلکہ کفر ہو رہا ہے سو یہ "بیوت کفر" کفر گاہیں کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ یسعت الیسع واکتئس بیوت اللہ (۱۸) یعنی یہودی عبادت خانے اور چرچ اللہ کے گھر نہیں ہیں۔

انکی دعوت دی جائے، انکی دعوت پر لبیک نہ کہا جائے :

کافروں کو دعوت اسلام دینا عموماً اور اہل کتاب کو دعوت اسلام دینا خصوصاً از روئے نصوص قطعیہ صریحہ مسلمانوں پر واجب ہے۔ مگر اس دعوت کا انداز حکیمانہ ہونا ضروری ہے البتہ دعوت اسلام کے حکیمانہ انداز میں اس بات کا خیال ضروری ہے کہ اپنے اصول و ضوابط میں سے کسی سے بھی دستبرداری نہیں کی جائے گی بلکہ دعوت دین کا انداز ایسا ہو کہ دوسرے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **لَا تَجِدُ أُمَّةَ نَصَرَ دِينَهُ إِلَّا أَصَابَ سَبِيلَ رَبِّهِ** (یہاں تک کہ تم نہ پاؤ گے کہ کوئی قوم اپنے دین کی خاطر کسی اور سے مدد مانگے، مگر وہ اپنے رب کی راہ میں ہو جائے جسے ہلاک ہو جائے جسے ہلاک ہو نہ ہے دلیل سے اور زندہ رہے جسے

دین سے دلیل سے) **الشِّرْكَ الْكَبِيرُ** کتاب کو دعوت دین دینے کے بارے میں جامع بیان سکھایا ہے فرمایا۔ **قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَذَكَّرُوا لِمَ كَذَّبْتُمْ سُوْرَةَ** **لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْ**

بَعْضِ أَرْبَابِ مَا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ قُلُوبُكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ (۲۰) (کہہ دیجئے! اے کتاب والو! ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان شریک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دیجئے کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہیں۔)

اس انداز میں تو اہل کتاب سے بات ہو سکتی ہے مگر ان کی خواہش کے مطابق ان سے ڈائیلاگ (DIALOGUE) کرنا اور ان کے حسب خواہش اپنے وقار سے کم تر درجہ میں اتر کر ان سے بات کرنا اور ان کی مانتا اور اپنے اصولوں سے اعراض کرنا خود کو گمراہی کے گڑھے

تینوں مذہب (اسلام، یہودیت اور عیسائیت) سبکے ہیں اور دنیا میں روئے زمین پر
 آباد لوگ جس مذہب کو چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ کھلی گمراہی ہے۔ کیونکہ اب اسلام
 کے سوائے کوئی دوسرا دین اصل حالت میں باقی ہے اور نہ سچا ہے بلکہ تمام ادیان و توحش
 قرآن کے آجانے کے بعد منسوخ قرار پا چکیں اور اب کسی کو بھی اپنی مرضی کا دین اختیار
 کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق سب کو دین اسلام دین مصطفیٰ کو
 قبول کرنا اور اس کو اختیار کرنا لازم ہے اور جو کوئی اس سے انحراف کرے گا وہ اللہ کا
 باغی ہوگا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ ذَلِكَ سَلَامٌ دِينَ فَنُفْلِنَ يَقْبَلُ مِنْهُ
 (کہ جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرنا چاہے تو یہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا)
 اسی طرح چرچوں یا یہودی عبادت گاہوں کو اللہ کا گھر کہنا بھی جائز نہیں کہ ان میں
 اب اللہ کے حکم کے مطابق عبادت نہیں کی جاتی بلکہ اپنی خواہش نفس کے مطابق عبادت
 ہیں کیونکہ اللہ کا آخری حکم تو یہ ہے کہ عبادت قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق
 کی جائیں اور وہی عبادت معتبر اور عند اللہ مقبول بھی ہوں گی جو اس کے آخری حکم کے
 مطابق ہوں۔ اس اصول کی روشنی میں دیکھ لیجئے کہ چرچ اور ٹمپل میں ہونے والی عبادت
 کی حیثیت کیا رہی جاتی ہے اور جب وہ عبادت، عبادان نہیں رہیں تو اس کے لئے
 بنائے جانے اور تعمیر کئے جانے والے عبادت خانے "بیوت اللہ" اللہ کے گھر کہلانے
 کے مستحق کیوں کر ہوں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ اب ان عبادت خانوں میں اللہ کی عبادت
 نہیں بلکہ کفر ہو رہا ہے سو یہ "بیوت کفر" کفر گاہیں کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ بیست البیوع والکلتائ
 بیوت اللہ (۱۸) یعنی یہودی عبادت خانے اور چرچ اللہ کے گھر نہیں ہیں۔